نقد و نظر

خود شعوری کی نشو و نما میں ڈاکٹر رفیع الدین مرحوم نے بڑی خوبصورتی کے ساتھ اس حقیقت کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ شعور اور حسن کا آپس میں گہرا رشتہ ہے اور جس قدر کسی شخص میں حسن کو جاننے کی صلاحیت بڑھتی جاتی ہے اسی قدر اس کی خود شعوری میں بھی ترقی جاری رہتی ہے۔ چنانچہ انسان کا نصب العین حسن کے معیار پر بتدریج ترقی کرتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے صحیح نصب العین کو پا لیتا ہے۔ اس بات کی وضاحت بھی بڑی چابکدستی سے کی گئی ہے کہ نصب العین مادی اشیاء سے مجرد تصورات اور خیالات کی طرف مرتقی رہتے ہیں اور شروع شروع میں اگرچہ انسان کے سامنے بہت سے نصب العین ہوتے ہیں لیکن رفتہ رفتہ یہ سبھی نصب العین کسی اعلیٰ اور برتر نصب العین کے لئے جگہ خالی کرتے رہتے ہیں اور بالآخر ایک ہی ہمہ گیر نصب العین (یعنی ذاتِ باری تعالیٰ) باقی رہ جاتا ہے جو خود شعوری کی ترقی کے لئے لامحدود امکانات کی راہیں کھول دیتا ہے۔

محفل میلاد میں علامہ اقبال رح کی ایک تقریر پر مشتمل ہے جو آپ نے ایک محفل میلاد میں کی تھی۔ اس مختصر سی تقریر میں حضرت علامہ نے اپنے مخصوص بلیغ انداز میں محافل میلاد کی حقیقی غرض و غایت کی نشاندہی فرمائی ہے۔ کاش ہماری محافل میلاد میں ان باتوں کو پیش نظر رکھا جائے!

امن عالم مولانا روم کی نظر میں' ڈاکٹر معین الدین صاحب کا وہ مقالہ ہے جو آپ نے پنجاب یونیورسٹی کے مذاکرۂ اسلامی میں پڑھا تھا۔ مضمون نہایت اچھوتا اور دلچسپ ہے تخلیق آدم ؑ کے وقت فرشتوں نے انسان کی خون ریز فطرت کی اشارہ کیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے فطرت انسانی میں محبت کی پر اسرار امانت و دلیعت فرما کر فرشتوں کو یہ جواب دیا کہ جو کچھ میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے۔ مولانا روم رح اس محبت کے شاعر ہیں جو خون ریز انسان کو آداب امن و آشتی سکھاتی ہے۔ صاحب مضمون نے اس حقیقت کی وضاحت ایک نہایت ہی دلچسپ پیرائے

میں کی ہے۔

سید علی ہمدانی ؒ ایک بہت بڑے صوفی ہو گزرے ہیں۔ جن کا تذکرہ علامہ اقبال ؒ کے کلام میں بھی ملتا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض صاحب نے ان مخطوطات پر بڑا قابل قدر کام کیا ہے۔ مضمون زیر نظر "رسالہ بہرام شاہیہ" میں آپ نے ایک مخطوط کا ترجمہ اور تلخیص پیش کی ہے جس کی سطر سطر سے تصوف کی شیرینی چاشنی کا لطف ملتا ہے۔ قارئین کرام اس سے یقیناً محظوظ ہوں گے۔

ڈاکٹر برہان احمد فاروقی صاحب ایک غیور و جسور مسلمان فلسفی کی حیثیت سے ملک کے علمی حلقوں کی معروف شخصیت ہیں۔ مستشرقین اور اسلامی کلچر میں آپ نے بڑی وضاحت کے ساتھ مستشرقین کی سیہ کاریوں کا جائزہ لیا ہے۔ مضمون کے مطالعہ سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ اسلام کی نظریاتی سرحدوں پر دشمن کی یلغار کس قدر سخت اور عیارانہ ہے اس کے جواب میں ڈاکٹر صاحب موصوف نے جو انداز بیان اختیار کیا وہ بھی "حملہ ترکانہ" سے کم نہیں کاش! ہمارے نام نہاد مفکرین و مجتہدین جو مستشرقین کے جواب میں ایک معذرت خواہانہ انداز رکھتے ہیں اس سے رہنمائی حاصل کر سکیں۔

حافظ عباد اللہ فاروقی صاحب کی نگارشات سے ہمارے قارئین بخوبی آشنا ہیں۔ علامہ اقبال ؒ سے آپ کو خاص لگاؤ ہے اور انہی کے افکار کی توضیح و تشریح ان کا محبوب مشغلہ ہے۔ گلشن راز اور گلشن راز جدید میں آپ نے گلشن راز جدید کے گہرے فلسفیانہ افکار کو صاحب گلشن راز شیخ محمود شبستری کے فکری تناظر میں پیش کیا ہے جس سے ہر دو مفکرین کے افکار کی بخوبی تشریح ہو گئی ہے۔ اس سے پہلے بشیر احمد ڈار بھی انگریزی میں اسی موضوع پر ایک کتابچہ تصنیف کر چکے ہیں جو کہ زیادہ مفصل ہے۔

خودی اور آخرت کے سلسلۂ مضامین کی چھٹی قسط میں مظفر حسین صاحب نے علامہ اقبال ؒ کے نظریۂ شخصی بقائے دوام کی وضاحت پیش کی ہے اور یہ بتانے کی سعی کی ہے کہ بقائے دوام ایک ارتقائی عمل کے نتیجے میں ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ اور علامہ اقبال ؒ کے اس نظریہ کا ماخذ قرآن پاک ہے۔ صاحب مضمون نے بدھ مت، عیسائیت اور زرتشتیت کے نظریات کا تقابل اسلام کے نظریۂ بقا سے کر کے علامہ اقبال ؒ کی جدت افکار کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔